اس کے بگاڑ کے سدِ باب کی اجتماعی کوشش کم از کم ہمارے ماضی قریب کے زوال پذیر تصوّف میں کہیں نظر نہیں آتی ۔

اس کے برعکس زیرِ تبصرہ کتاب میں کشف وکرامات اور اصلاحِ ذات سے متعلق مباحث تو خیر اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں لیکن جہاد فی سبیل اللہ، تجدیدِ دین اور تحریک وعمل پیدا کرنے والی بھی کچھ چیزیں نظر آتی ہیں مزید برآں اس کے مطالعہ سے آدمی کو زندگی کے ظاہری وباطنی پہلوؤں کی اصلاح کے لیے اتباعِ اسوۂ محمدی کی نہایت زوردار ترغیب ملتی ہے اور ہماری رائے میں اس کتاب کا یہی سب سے زیادہ مفید پہلو ہے ۔

مؤلف کا اندازِ تحریر سلجھا ہوا ہے ان میں کوئی روحانی غرور، احساس برتری اور ادعا پسندی کے آثار نظر نہیں آتے ۔ اور نہ تصوف سے کورے حضرات کی انہوں نے کہیں خبر ہی لی ہے ۔ ہماری رائے میں اپنی ظاہری وباطنی اصلاح کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے ۔

کتاب میں بعض جگہ اندازِ بیان محتاط نہیں رہا مثلاً سلوک محمدی پر عمل کرنے والوں کا روحانی ارتقا بتاتے ہوئے فاضل مؤلف نے ایک ترکیب اتصال باللہ کی بھی استعمال کی ہے ۔ جس میں ذہن فوری طور پر کسی چیز کے ذاتِ حق سے متصل اور ملحق ہوجانے کا تاثر قائم کرتا ہے جو بجائے خود ٹھیک نہیں ہے ۔ اگرچہ اس ضمنی عنوان کی تشریح کرتے ہوئے مصنف نے قاری کے اس اوّلین تاثر کو قائم نہیں رہنے دیا ۔ ایسے ہی کچھ مقامات اور بھی ہیں جو اصلاح طلب ہیں ۔

کتابت کی غلطیاں بھی کہیں کہیں رہ گئی ہیں ۔ ایک جگہ (صفحہ ۵۰) حزب اللہ کو حذب اللہ لکھا گیا ہے ۔ اسی طرح کلمہ طیبہ لا الٰہ الا محمد الرسول اللہ نظر آتا ہے (صفحہ ۵۸۹) ۔ المحب لمن یحب مطیع کے لمن کو لن میں تبدیل کرکے مفہوم کچھ کا کچھ بنا دیا گیا ہے صفحہ ۹۱ ۔

علم تفسیر اور مفسرین مؤلف ڈاکٹر رشید احمد جالندھری ۔ ناشر المکتبۃ العلمیہ ۱۵ ۔ لیک روڈ لاہور ۔
طباعت ٹائپ ۔ سفید کاغذ کے ۱۱۰ صفحات ۔ قیمت درج نہیں ۔

زیرِ نظر کتابچہ دراصل ایک مقالہ ہے جسے ڈاکٹر رشید احمد صاحب نے انگریزی میں لکھا اور محمد سرور صاحب مدیر المعارف لاہور نے اسے اُردو میں منتقل کیا ۔ اس میں تفسیر بالروایت، تفسیر بالرائے اور صوفیانہ تفسیر کا جائزہ لیا گیا ہے جو پانچویں صدی ہجری تک کے تفسیری کام پر مشتمل ہے ۔

ہم نے اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ محترم مولف کی نظر میں نہ تو تفسیر بالروایت ہی صحیح تفسیر ہے اور نہ تفسیر بالرائے کو ہی صحت مند تفسیر کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں۔ "یہی وہ زمانہ (صدر اول کا آخری دور) ہے جس میں قرآن کی تفسیر کے متعلق دو غیر صحت مندانہ اور ایک دوسرے کے مد مقابل طریقے بروئے کار آئے۔ ان میں سے ایک متکلمین کا اور دوسرا اصحاب الروایت کا طریقہ تھا" جہاں تک صحت مند طریقۂ تفسیر کا تعلق ہے اس کے متعلق مولف نے امام سیوطی کے حوالے سے یہ بات درج کی ہے کہ علماء کے نزدیک جو شخص قرآن کا صحیح مفہوم معلوم کرنا چاہتا ہے اسے سب سے پہلے اس کی تلاش خود قرآن ہی کے صفحات میں کرنی چاہیے۔ کیونکہ قرآن ایک جگہ کسی چیز کا اجمال طور پہ ذکر کرتا ہے تو دوسری جگہ اس کی مزید تفصیل بیان کر دیتا ہے ... یہ بات بجائے خود ٹھیک ہے مگر محقق علماء نے اس کے ساتھ جو بات بالاتفاق کہی، وہ یہ ہے کہ اگر قرآن میں کسی اجمال کی تفصیل نہ ملے تو سنتِ رسول کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس کے بعد اقوالِ صحابہ دیکھے جائیں۔ اس کے بعد قرآن و سنت اور اقوال صحابہ کی روشنی میں ایسا مفہوم اخذ کرنے کی کوشش کی جائے جو لغتِ عرب اور زمانۂ نزول قرآن سے زیادہ سے زیادہ ہم آہنگ ہو۔ —— مگر اس طریقۂ تفسیر کو جناب مولف نے تفسیر بالروایت کے زمرہ میں لا کر غیر صحت مند قرار دے دیا ہے اور اپنے اس موقف کی تائید میں قدیم لٹریچر سے انہوں نے رطب و یابس کافی مواد جمع کر دیا ہے جسے دیکھ کر آدمی کا تفسیر کے معاملے میں کم از کم صحابہ و تابعین سے تو اعتماد اٹھ جاتا ہے —— اس کے بعد ان کو بلحاظِ تفسیر کوئی چیز اگر اطمینان بخش نظر آتی ہے تو وہ صوفیانہ تفسیر ہے اس کی مثالیں جو موصوف نے بیان کی ہیں ان میں سے آپ بھی چند ایک سنیں۔ ویقیمون الصلوٰۃ سے مراد روح کی نماز ہے۔ والنجم اذا ھوٰی۔ قسم ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب آپ واپس آئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دفعہ خدا سے پوچھا کہ وہ کہاں مکین ہے تو خدا کا جواب تھا ایک ٹوٹے ہوئے دل میں —— بہشت کے ہر درخت کے پتے پہ آپؐ کا نام لکھا ہوا ہے۔

صحابہ سے جو تفسیر منقول ہے اس کے لیے فاضل مولف نے راویوں کی خوب خوب چھان بین کی ہے۔ مگر صوفیاء کی مذکورہ بالا اور اسی قسم کی دیگر تفاسیر کے لیے کسی اصولِ روایت و درایت کا موصوف کو خیال نہیں آیا اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس آزادی فکر کے ساتھ وہ قرآن کو سمجھنا اور سمجھانا چاہتے ہیں اسی کے لیے صوفیا کی ایسی رمز و اشارات پہ مبنی تفاسیر اچھی مثال ہیں جبکہ سنت اور اقوالِ صحابہؓ آدمی کو کچھ پابند کر دیتے ہیں اور قرآن فہمی کے نام سے اُن کا غزالِ فکر آزادانہ چوکڑیاں نہیں بھر سکتا۔